

ڈاکٹر لیاقت علی

## اردو اور گوجری زبان کا لسانی رشتہ

تلخیص/Abstract

گوجری زبان، جو برصغیر کی قدیم زبانوں میں شمار ہوتی ہے، وسط ایشیا سے ہجرت کرنے والی گوجر قوم کے ذریعے ہندوستان میں رائج ہوئی اور ایک زمانے میں لینگوا فرینکا (مشترکہ عوامی زبان) کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ تحقیقی شواہد کے مطابق گوجری زبان نے برصغیر کی متعدد علاقائی زبانوں جیسے پنجابی، سندھی، راجستھانی، مارواڑی، دکنی اور کھڑی بولی کو متاثر کیا، اور اردو زبان کی بنیادیں بھی گوجری زبان و ادب پر استوار ہوئیں۔ متعدد صوتی شعرا جیسے امیر خسرو، شاہ باجن، اور سید نور الدین ست گرو کے کلام میں خالص گوجری الفاظ کی جھلک ملتی ہے، جو اردو کے ابتدائی شعری سرمائے میں شامل ہیں۔

اس مضمون میں اردو اور گوجری کے صرفی و نحوی اشتراک جیسے ضمائر، مصادر، جملوں کی ساخت، افعال اور روزمرہ محاورات کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی جموں و کشمیر میں رائج گوجری زبان کے موجودہ ادبی سرمائے اور معروف شعرا کے نمونے پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گوجری زبان آج بھی اردو کے شانہ بشانہ شعری و نثری اصناف میں زندہ ہے۔

### کلیدی الفاظ/Key Words

اردو، گوجری، لسانی رشتہ، تقابلی لسانیات، صوتیات، صرف و نحو، آریائی زبانیں، دکن، دہلی و دوآب گنگ و جمنا، گوجر قوم، لینگوا فرینکا، تاریخی اثرات، عربی و فارسی اثرات، جموں و کشمیر، قواعدی مماثلت، ذخیرۃ الفاظ، ضمائر و افعال، مصادر، محاورات و ضرب الامثال، صوفیانہ کلام، امیر خسرو، جمیل جالبی، جی۔ اے۔ گریہرسن، قدیم اردو، دکنی اردو، گجرات، راجستھانی/پنجابی/سندھی اثرات، گوجری ادب، صنفِ سخن کی مماثلت، مزید تحقیق۔

نسل انسان کا ارتقاء عرب سے شروع ہوا تو زبان کا ارتقاء بھی لازمی بات ہے وہاں سے شروع ہوا ہو۔ حضرت آدم نسل انسانی کے جد امجد ہیں اور تمام دنیا ان کی اولاد ہے۔ لہذا تمام زبانیں بھی ان کی زبان سے پھوٹی ہیں۔ برصغیر ہندوپاک کو سیکڑوں زبانوں اور بولیوں کی وجہ سے زبانوں کا گھر کہا جاتا ہے۔ ان زبانوں اور بولیوں کو کسی حد تک جغرافیائی حد بندیوں اور دور قدیم میں رسل و رسائل اور حمل و نقل کے ذرائع کے فقدان کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن دور جدید جسے سائنس کا دور کہتے ہیں، میں سائنسی ایجادات و اختراعات کی بدولت یہ فاصلے گھٹ گئے ہیں اور آج پوری دنیا ایک علمی گاؤں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ ایسے گاؤں کو ظاہر ہے ایک ایسی زبان کی ضرورت ہے جو ذریعہ افہام ہو اور یہ زبان انگریزی ہے لیکن اس کے ساتھ اگر یہ بھی کہا جائے کہ اردو زبان جسے صرف برصغیر ہندوپاک کی زبان سمجھا جاتا تھا آج دنیا کے کونے کونے میں اپنی بستیاں بسائے ہوئے ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اردو زبان کی پیدائش اور اس کے مولد کے بارے میں متعدد نظریات پیش کئے گئے جن کا اظہار کرنا بے محل ہے لیکن اب یہ بات مزید محتاج تحقیق نہیں رہی کہ اردو جو جدید آریائی زبان ہے جس کا مولد و منشادہلی اور دو آب گنگ و جمن ہے۔ بہر حال میرا روئے سخن اردو اور گوجری زبان کا لسانی رشتہ ہے تو براہ راست اپنے موضوع کی طرف چلتا ہوں۔

گوجری زبان جو ہندوستان کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے نہ صرف برصغیر ہندوپاک میں بلکہ افغانستان، وسط ایشیائی ریاستوں سے ہو کر شمالی اور جنوبی یورپ تک بولی جاتی ہے۔ ہندوستان میں گوجری زبان کے تاریخی شواہد پانچویں صدی عیسوی کے بعد ہی ملتے ہیں اور پھر تیرہویں صدی عیسوی تک ہندوستان میں گوجری حکومتوں کے واضح ثبوت دیکھنے میں آتے ہیں۔ مولوی عبدالمالک مرحوم نے اپنی کتاب "شاہان گوجر" میں لکھا ہے "گوجر قوم کا تعلق آریاء نسل سے تھا مگر ہندوستان میں آنے کا زمانہ یقین کرنا مشکل ہے" وہ مزید اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ پہلی صدی تا پانچویں ق م ہو سکتی ہے۔ ایک اور مقام پر انہوں نے لکھا ہے کہ گوجر وسط ایشیا سے آئے لکھتے ہیں کہ "وسط ایشیا میں خانہ بدوشوں کے درمیان جنگ ہوئی یہ جنگ مہینوں جاری رہی۔ گوجر قوم بحرہ خزر کے ساتھ ساتھ آباد تھی یہ بحرہ خزر سے ہجرت کر کے ہندوکش کے دشوار گزار پہاڑوں کو عبور کر کے کابل، پنجاب، کشمیر اور ہزارہ میں آباد ہوئے۔ اس کے بعد گوجروں کے ہجرت کا سلسلہ جاری رہا۔" اس طرح کے بے شمار نظریات موجود ہیں جن کو یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ لیکن یقیناً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دور میں گوجری عالمگیری زبان رہی ہوگی اور اسی زبان کو سرپرستی بھی رہی ہوگی۔ اس دور میں ادیبوں اور شاعروں نے کافی مقدار میں گوجری ادب تخلیق کیا جس میں شعری ادب زیادہ ہے اور وہ بھی اکثر صوفیانہ کلام ہے۔ ان شعراء میں سید نور الدین ست گرو، حضرت امیر خسرو، شاہ میراں جی، شاہ باجن، شاہ علی جیوگامی، برہان الدین جانم، خوب محمد چشتی اور امین گجراتی کے نام قابل ذکر ہیں جن کے گوجری کلام کو آگے پیش کیا جائے گا۔ گوجری زبان کو ہندوستان میں خاص کر گجرات میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی "تاریخ اردو ادب" میں لکھتے ہیں "جب دکن میں اردو کے نئے مراکز ابھرے تو وہاں کے اہل علم ادب نے قدرتی طور پر گوجری ادب کی روایت کو اپنا لیا۔ دکن میں جب اردو کا چرچا ہوا اور اسے سرکاری دربار کی سرپرستی حاصل ہوئی تو وہاں کے ادیبوں اور شاعروں کی نظر گوجری ادب پر ہی گئی اس ادب کو معیار تسلیم کر کے انہوں نے اس ادب کے تمام عناصر کو اپنے ادب میں جذب کر لیا۔" ڈاکٹر جمیل جالبی سترہویں صدی تک گوجری زبان کی ادبی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اردو بولنے والوں کو گوجری سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی کیونکہ گوجری زبان اور اردو کا لسانی رشتہ بہت قریبی ہے بلکہ یہ کہا جائے تو کوئی مغالطہ نہیں ہوگا کہ اردو زبان کی بنیادیں ہی گوجری ادب پر ہیں۔

برصغیر ہندوپاک کی یہ زبانیں گوجری زبان سے بہت متاثر ہیں مثلاً پنجابی، سندھی، مارواڑی، میواتی، گجراتی، جودھپوری، برج بھاشا، دکنی اور کھڑی بولیاں وغیرہ۔ ڈاکٹر غلام حسین اظہر ایک مضمون رقمطراز ہیں:

"گوجری زبان کی گرانمر بہت اہم حقائق کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کے مطالعے سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ اس زبان کی وسعت اور مختلف زبانوں سے اس کی گہری مماثلت ہے۔ مثلاً برج بھاشا، راجستھانی، میواتی اور سندھی سے یہ زبان کئی لحاظ سے مماثل ہے۔" 1

اظہر غلام حسین: گوجری اور اردو۔ گوجری گرانمر کی روشنی میں، ص 283۔

ڈاکٹر جمیل جالبی "تاریخ ادب اردو" میں ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

"اسی زبان کا ایک روپ ہمیں گجرات میں ملتا ہے جسے "گجری" یا بولٹی گجرات" کا نام دیا جاتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب گوجر قوم فاتح کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے جنوبی مقبوضات کے تین حصے کئے۔ سب سے بڑے حصے کا نام مہاراشٹر، دوسرے کا گوجر راشٹر اور تیسرے کا سوراٹھ رکھا۔ ہندوستان کے ترک فاتحوں نے گوجر راشٹر ان کی زبان سے ادا ہونا مشکل تھا، گجرات بنا دیا۔ براعظم کے مغرب اور مکران و سندھ کے نیچے، خلیج گجھ سے ملحق علاقہ آج بھی ترک فاتحوں کے اسی نام "گجرات" سے موسوم ہے۔" 2

جالبی، ڈاکٹر جمیل: تاریخ اردو ادب جلد اول، ص 89

حافظ محمود شیرانی جنہوں نے صوفیائے کرام اور شعراء کے گم گشتہ کلام کو بڑی جانفشانی سے منظر عام پر لایا۔ گوجری زبان کے متعلق یہ کہا:

گوجری سے مراد مسلمانان گجرات کی اردو ہے۔ گوجری یا گجری کی اصطلاح دیر تک استعمال ہوتی رہی ہے۔

حتیٰ کہ بارہویں صدی ہجری کی ابتداء میں بھی اس کا رواج پایا جاتا ہے۔" 3

مقالات حافظ شیرانی جلد اول مرتبہ مظہر محمد شیرانی ص 282

یورپین مائرلسانیات جارح گریزن کے مطابق:

گو جر معمولی حکمران نہ تھے بلکہ وہ ایک عام زبان بولتے تھے جو لیٹگو افرائکا کی حیثیت سے ملک میں رائج تھی۔ جو ان کے زیر حکومت تھا۔ ان کی یہ زبان ایک الگ حیثیت کی حامل تھی جس کو "گو جری" کہتے تھے جو مختلف مقامات پر ذرا سے مختلف لہجے میں بولی جاتی تھی۔" 4

G.A Grierson, The linguistic survey of India vol-I. P-10.

متذکرہ حوالا جات کے علاوہ دیگر حوالے بھی تواریخ کی کتب میں موجود ہیں لیکن اس مختصر مقالے میں تفصیلاً احاطہ کرنا مشکل ہے۔ ان حوالا جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گو جری زبان برصغیر ہندوپاک کے ہر خطے میں تھوڑے بہت لہجے کے فرق کے ساتھ باقاعدہ طور پر عوامی اور سرکاری زبان رہی ہے۔ جس وقت گو جری زبان نے اپنی مرکزیت کھودی تو یہ زبان مقامی لہجوں میں تقسیم ہو گئی اور گو جری زبان کی ادبی بنیادوں پر دوسری زبانوں کے ڈھانچے تعمیر ہونا شروع ہو گئے۔ کہیں گجراتی کہیں راجستھانی، کہیں ہریانوی، کہیں سندھی، کہیں پنجابی اور کہیں ہندوستانی کا نام دے کر اردو اور ہندوی زبانوں نے بھی اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ جموں و کشمیر میں گو جری چونکہ مذہب اسلام کو ماننے والے ہیں اس لئے جموں و کشمیر میں بولی جانے والی گو جری زبان پر عربی اور فارسی کے واضح اثرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ جموں و کشمیر میں کئی معروف بولیاں رائج ہیں لیکن آٹھ معروف اور اہم زبانوں یعنی کشمیری، پہاڑی، ڈوگری، بلتی، دردی، پنجابی، لدانہ اور گو جری کو جموں و کشمیر کا آئینی تحفظ حاصل ہے۔ گو جری زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے لئے قائم "اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لیٹریچر" میں پہاڑی اور گو جری کے لئے ایک ساتھ شعبہ قائم کیا گیا ہے یہاں ان زبانوں میں مختلف موضوعات پر سالانہ بیسوں کتب شائع ہوتی ہیں۔

The undying spirit کے فاضل مصنف میجر جنرل (ریٹائرڈ) طارق نظامی نے کشمیر کی معروف زبانوں کی فہرست یوں کی ہے:

The main language are sena, Balti, ladakhi and Tibetan in north and kashmiri, Punjabi, Dogri, Pahari, Hindko and Gojri in the rest of the state" 5

Nizami Tariq, Gen.(R), Undying spirit. P-6

گو جری زبان و ادب اور اس کے قبیلے کی نشاندہی کرتے ہوئے عبدالباقی نسیم اپنے ایک مضمون "گو جر اور گو جری زبان" (دیباچہ سانچھو کھلاڑو) میں رقمطراز ہیں:

"گو جری زبان و ادب اس بد نصیب اور خود فراموش گو جر قوم کا ورثہ ہے جو برصغیر کی ایک قدیم ترین اور عظیم ترین قوم ہے۔ اس قوم کے بادشاہوں راجوں مہاراجوں اور سلاطین و وزراء نے صدیوں نہیں بلکہ ہزاروں سال تک دنیا کے وسیع خطوں اور براعظموں پر حکومت کی ہے۔" 6

مقالات حافظ محمود شیرانی جلد اول مرتبہ مظہر محمود شیرانی، ص 283

جموں و کشمیر میں بولے جانے والی گو جری یا پھر قدیم گو جری کا یہاں تک اردو زبان سے تعلق ہے تو اصول قواعد کے مطابق گو جری اور اردو کے لسانی رشتے کی گہرائی اور اشتراکیت بہت مماثل ہے۔ ان کی صرفی نحوی تراکیب، فعلی مادوں، مصادر، فعلی تراکیبوں، کلمات استفہامیہ، کلمات اشارات، کلمات زمانی، شخصی ضمائر، اعداد تو صیفی محاورات، ضرب الامثال، کہاوتیں ذخیرہ الفاظ، تراکیب و بندش، جملوں کی ساخت لہجے اور روایات، تلمیحات و اشارات اور طرز فکر و احساس دونوں زبانوں میں مشترک ہیں۔ مثال کے طور گو جری زبان کے نمونے دیکھیے جس نے بعد میں اردو کا نام حاصل کیا اور یہ ہی اردو زبان کی بنیاد بھی ہے۔

یو سوار تھ کو جیوڑ و سوار تھ چھوڑ نہ جائے  
جب گو بند کی کرپا کری مارو منود سمجھیو آئے 7

مسعود حسین خان ڈاکٹر، مقدمہ تاریخ زبان اردو، ص 69، 70

☆☆☆

جیو کسونہ بھلی دھن پنو کاسونہ اٹھو  
دونی دی اوسری وادی تن سوان گنائی ڈٹھو 8  
در در وازے جاء کے کیوڈ ٹھو گھڑیاں  
ایہہ ندو ساماریے، ہم دوساں دا کیا حال؟ 9

بار پر اے بیسنا سائیں مجھے نہ دیہہ

جے توں ایویں اکھسی، جیو سریوں لیہہ 10

☆☆☆

تہاں مکھ ڈراو نے جنماں وساریوناؤں

ایتھے دکھ گھنیرے آگے ٹھور نہ ٹھاؤں 11

☆☆☆

پچھلی رات نہ جاگیو جیونڈو موپوں

جے تیں رب وساریا رب نہ وسریوں 12

بابر علی سید، مرتبہ کلام بابا فرید، ص 5، 23، 38، 55

مذکورہ بالا اشعار تیرہویں صدی کے ہیں جو قدیم اردو کے نمونے ہیں لیکن ان اشعار کا اگر آج کی گوجری سے موازنہ کیا جائے تو کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا۔ مثلاً بیسنا (بیٹھنا)، ٹھور (تھوڑا)، جنماں (جن کو)، تہاں (ان کو)، میرو (میرا)، کیوڈ تھو (کیا دیکھا) اور پھر آخری شعر تو پورا آج کی گوجری زبان پر مشتمل ہے جس میں جاگیو (جاگا)، جیونڈو (زندہ)، تیں (تم نے)، وساریا (بھول جانا)، نہ وسریو (نہیں بھولا) وغیرہ الفاظ آج بھی گوجری زبان کا سرمایہ ہیں۔

امیر خسرو کے کلام کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو جا بجا گوجری کلام کا سامنا ہوگا:

ایسو پیر پاپو نظام الدین اولیاء

عرب یار تیرو بسنت منایو 13

نیاز احمد، بسم اللہ، اردو گیت، ص 134

اس شعر میں ایسو (ایسا)، پاپو (پانا) تیرو (تیرا)، منایو (منایا) وغیرہ خالص گوجری زبان کے الفاظ ہیں۔

حضرت بندہ نواز گیسو دراز کا رسالہ معراج العاشقین جیسے ماہرین لسانیات نے اردو کی ابتدائی نثر مانا ہے کی ایک مختصر عبارت نمونے کے طور پر پیش ہے:

"ایک تن کوں پانچ دروازے ہیں۔ ہور پانچ دربان ہیں۔ پہلا تن واجب الوجود، مقام اس کا شیطانی۔" 14

مولوی عبدالحق ڈاکٹر، اردو کی ابتدائی نثر نمائیں صوفیا کرام کا کام، ص 62

اس عبارت میں تن (جسم)، ہور (اور)، پہلا (پہلا) جیسے الفاظ گوجری کا ثبوت ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے بعد ڈاکٹر جمیل جالبی نے کہا:

"یہ گجری اردو کی بنیادی خصوصیت رہی ہے کہ اس نے دیسی الفاظ کو کثرت سے اپنے دامن میں جگہ دی

ہے۔ سارے قدیم گجری شعراء اسی زبان و بیان کے ترجمان ہیں۔" 15

جمیل جالبی ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو حصہ اول، ص 423

مشترکہ زبان گوجری اور اردو کے باہمی اشتراک کو اگر قواعد یعنی علم ہجا، علم صرف اور علم نحو کے ترازوں میں تو لایا جائے تو بے شمار مثالیں مل جاتی ہیں۔

مثلاً:

لفظ موضوع:

اردو گوجری

کھانا : کھانا/کھانو

عبادت : عبادت

نیک : نیک

مکان : مکان

کلمہ /جملہ:

اردو گوجری

قرآن مجید اللہ کی کتب ہے قرآن اللہ کی کتاب ہے

ہر مسلمان پر نماز فرض ہے ہر مسلمان پر نماز فرض ہے

اردو، آخر میں (ا) آتا ہے جبکہ گوجری میں (و)، جمع کی صورت میں (ا) آخر میں آتا ہے جبکہ اردو میں (ین، ے) وغیرہ آتے ہیں۔ مثلاً:

اردو گوجری

ہوں اسکول جاؤں گا	میں اسکول جاؤں گا
وہ کہاں گئے ہیں	وہ کہاں گئے ہیں
وہ آتا ہے گا	وہ آتا ہے گا
ہم آتے رہیں گے	ہم آتے رہیں گے
وہ روئے گا	وہ روئے گا

اردو میں "ہوں" کوئی الگ ضمیر نہیں جبکہ گوجری میں "ہوں" (میں) ایک ضمیر ہے جو واحد مونث یا مذکر متکلم کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً:

گوجری

اردو

ہوں رو رہی ہوں

میں رو رہی ہوں

ہوں پکڑوں

میں پکڑوں

ہوں گئی ہوں

میں گئی ہوں

اب تک تو قدیم اردو اور گوجری کے اشتراک کے ثبوت پیش کئے گئے جو کافی حد تک لازم و ملزوم ہیں۔ جموں و کشمیر میں بولی جانے والی گوجری زبان کے گوجری شعرا کے کلام کو بھی نمونے کے طور پر پیش کرنا ضروری ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ کس قدر گوجری زبان اور اردو میں مماثلت ہے:

خیراں نال رب اپنودیس دسے پور و ہوئے ارمان تمام میر و

ذبیح پونچھ، کشمیر روجور، جموں سارا دیس ناں ہوئے سلام میر و 16

ذبیح، محمد اسماعیل، انتظار، ص 49

س۔ سال کئی گزریا بچھڑیاں ناں گزریاں اک عمر تنہا نیاں ماں

حائل ہوئی بچکار دیوار پھڑی انگا ونگا کاسجناں پھیسیاں ماں 17

ایضاً۔۔ ص 90

ڈاکٹر صابر آفاقی جنہوں نے گوجری زبان و ادب کی آبیاری میں کافی محنت کی۔ حمد کا ایک نمونہ "پیغام انقلاب" سے:

نیلو فرش بچھایو، رب نے

تنبو اچولا یو، رب نے

سار و جگ لشکایو، رب نے

لاٹو ایک جلا یو رب نے

فراں ماں انسان بنا یو

## رونق کو سامان بنایو

ایک نظم سے ایک بند:

اپنو آپ سیان رے پہائی

خود ناں من پہچان رے پہائی

سچا رب ناں جان رے پہائی

یو ای کہے قرآن رے پہائی

اپنی ذات نظارہ دیے

فطرت کا لشکارا دیے 18

آفاقی صابر ڈاکٹر، پیغام انقلاب، ص 28، 42

میاں نظام الدین ناروی جو بہت بڑے صوفی تھے۔ ان کلمے گو جری کلام سے ایک شعر ملاحظہ ہو:

اتھرواں ناچھے کوئی دسوکتوں آویں تم  
کڈھ کے رت کلیجہ بچوں پانی کیوں بناویں تم

محمد اسرائیل اثر:

چھپا رکھو تھو آج تک راز الفت میں زمانہ تیں

توں بلبل کس تیں سن آئی اثر کا دل کو افسانو 19

آفاقی، صابر ڈاکٹر، گو جری ادب، ص 22، 24

متذکرہ بالا قدیم اردو کلام اور گو جری کلام کے درمیان بحث سے ان کا آپسی رشتہ تلاش کرنا مشکل نہیں، چونکہ دونوں زبانوں کی صوتیات ایک جیسی ہیں اور بغور مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گو جری صوتیات بہت قدیم ہیں جبکہ اردو زبان جدید ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہ اردو کے شانہ بہ شانہ آج کی گو جری زبان میں بھی تمام اصناف سخن موجود ہیں۔ جن کے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گو جری زبان شعر و نثر دونوں میں بہت زرخیز ہے اور اردو اور گو جری کے لسانی رشتے میں جتنی گہرائی ہے اس کو مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس مقالے کا اختتام گو جری شاعر محمد اسرائیل مہجور کے ان اشعار سے کرتا ہوں:

رہی نہیں ہن جنماں کی شان پہلی  
 بولی گو جری ہن کا گو جراں کی  
 نہیں جنماں کی جان پہچان پہلی  
 انہاں گلاں ناناں کد وہیہ لوک سمجھیں  
 دیکھے جد تارنخ انسان پہلی  
 پتو کسے بھی گل کو لگے تاہیں  
 پہلا لوک تے نالے زبان پہلی  
 رہیا جگ تہیں مانج مہور سچھے  
 اردواس کی ہوئی اولاد پیدا 20  
 گو جری جہی زبان کھڑی

راجوری، مہور احمد اسرائیل، نغمہ کسار، ص 73

ترجمہ: آج کے گوجروں کی زبان گو جری ہے لیکن اب اس کی پہلے والی شان نہیں رہی اور اس کو وہ لوگ نہیں سمجھتے جو اس کو نہیں پہچانتے۔ پرانی باتوں کا پتا چلتا ہے جب قدیم تارنخ کا مطالعہ کیا جائے آج وہ لوگ بہت پیچھے رہ گئے ہیں جن کی یہ زبان تھی۔ جس بیٹے کی ماں اچھی ہوتی ہے اس کا بیٹا بھی اچھا ہوتا ہے۔ گو جری جیسی زبان کوئی نہیں، اردواسی زبان کی اولاد ہے۔

## DR. LIAQAT ALI

Assistant Professor (Urdu)  
 Discipline of Urdu, School Of Humanities,  
 IGNOU, Maidan Garhi, New Delhi-110068.  
 Mobile: +91-7051446156  
 E-mail: [liaqatali@ignou.ac.in](mailto:liaqatali@ignou.ac.in)